اداریہ :

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نئے اُفق کی تلاش

رئیس التحریر مولانا سید نسیم علی شاہ الہاشمی

اسلام انفرادی واجتماعی زندگی میں اپنے پیروکاروں کی رہنمائی کرنیوالا منفرد مذہب اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔امت محمدی سے قبل اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاءؑ بھیجے وہ ایک مخصوص قوم کی رہنمائی کے لیے تھے حتیٰ کہ اسی قوم کے لیے دوسرا نبی مرسل ہوتا تو سابقہ احکام کی بجائے ساتھ نئے احکام لاتا۔تا آنکہ سید المرسلین خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی رسالت کے ساتھ تمام ادیان منسوخ ہوئے پورے عالم کے لیے تا قیامِ قیامت جامع احکام کے ساتھ قرآن پاک اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں انفرادی واجتماعی زندگی کے احکام میں رہنمائی فرمائی۔آپ ﷺ نے اپنے ورثاء اور جانشین اپنی امت کے لیے علماء مقرر فرمائے۔ارشادِ نبوی ہے:

" العلماء ورثة الانبياء وأن الأنبياء لم يورثوا ديناراً ولا درهما بل يورثوا العلم فمن أخذه أخذ بحظ وافر " . (الحديث).

ترجمہ: " علماء انبیاء کے وارث ہے اور بے شک انبیاء میراث میں دینار اور درہم نہیں چھوڑتے بلکہ علم چھوڑتے ہیں پس جس نے اس میراث کو حاصل کیا اس نے کافی حصہ لیا " ۔ (الحدیث).

یہ وراثت صحابہ وتابعین سے نسل در نسل منتقل ہوتی رہی۔معاشرہ کے حالات میں اتار چڑھاؤ اور زمانہ گزرنے کے ساتھ نئے پیدا ہونے والے مسائل کا حل علماء کرام وفقہاء عظام شریعت کی روشنی میں نکالتے رہے،زمانے کی ترقی کے ساتھ حالات وواقعات کی رعایت کرتے ہوئے شریعت کی تشریح کرتے رہے،اسی طرح انہوں نے جمود سے نکل کر نئے احوال وظروف کو بڑی ہمت کے ساتھ اسلام کی وسیع دامن میں سمیٹا۔خدانخواستہ اگر وہ اس کو معطل کرنے والی آہنی زنجیر سمجھتے تو اسلام کی عالمگیریت ختم ہوجاتی اور وہ زیادہ سے زیادہ صرف عرب تک محدود ہوکر رہ جاتا۔فقہاء وعلماء کا یہ سلسلہ بڑی خوش اسلوبی سے تقریباً 12 صدیوں تک چلتا رہا تا آنکہ سائنس کی دنیا میں نئے انکشافات وایجادات نے تہلکہ مچادیا۔اور بدقسمتی سے علماء زمانے کی اس رفتار کا ساتھ نہ دے سکے۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ ایک جمود کی سی کیفیت ہماری ذہنوں پر چھاگئی۔چنانچہ آج ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔لیکن عقائد وعبادات سے آگے بڑھ کر شریعت کے احکام کی نئے سانچے میں کماحقہ معقول حد تک تشریح نہ کی جاسکی۔

آج سالانہ بنیاد پر دینی اداروں سے فضلاء کی ایک معقول تعداد معاشرے کو فراہم ہو رہی ہے۔ جس سے ہماری منبر ومحراب کی روایتی ضروریات بطور احسن پوری ہو رہی ہیں۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ ان مدارس سے وہ گوہرِ مطلوب نکلے جو معاشرے کی اِس نہج پر رہنمائی کرنے کا گر جانتا ہے، جو اسلام کی حقانیت وعالمگیریت ثابت کرنے اور اس کی مزید روشنی پھیلائے۔ دوٹوک لفظوں میں ایسے علماء جو زندگی کے جملہ شعبہ جات میں ہماری دینی راہنمائی اور ترقی کا ذریعہ ہو۔ آج کی ضرورت ہے اگر چہ کچھ صاحبانِ فکر ونظر ہمارے صفوں میں اس نوع کے ضرور موجود ہیں مگر وہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔

دوسری طرف جب ہم عصری درس گاہوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں سکول سے لیکر یونیورسٹی تک اور عملی دنیا میں ہر سطح پر بڑے تزک واحتشام اور اہتمام کے ساتھ تحقیقی مراکز اور تجر گاہیں قائم دکھائی دیتی ہیں۔ جس کا نتیجہ مادی ترقی کا بامِ عروج ہے۔ اس کے مقابل دینی مدارس میں دینی خطوط پر تحقیق کا کام اگر بالکل ناپید نہیں تو کم یاب ضرور ہے۔ اگر چہ یہاں دینی مدارس میں تحقیق کا ایک پلیٹ فارم شعبہ ہائے تخصص کی صورت میں موجود ہے۔ لیکن ان میں تحقیق کا دائرہ کار نماز روزے وغیرہ کے مسائل سے شاذ ہی آگے بڑھتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اِس بات کی ہے کہ ان شعبہ ہائے تخصص کو جدید خطوط پر منظم کیا جائے اور ان کے تحقیقی موضوعات کا دائرہ پھیلا کر جملہ شعبہ ہائے زندگی پر محیط کیا جائے۔ اس طرح نہ صرف ہمارا اسلام کی ''مکمل ضابطہِ حیات'' ہونے کا دعویٰ سچا دکھایا جائے گا۔ بلکہ اسلام کی عالمگیریت بھی ثابت کی جاسکے گی۔

اس مقصد کے لیے ہم ہائیر ایجوکیشن کمیشن اور یونیورسٹیوں کے اصول سے خاصا استفادہ کر سکتے ہیں۔ جہاں ایک محقق فاضل کو تحقیق کے لیے موضوع حوالہ کرنے کا طریقہ کار کچھ یوں ہے۔

کہ ہر ڈیپارٹمنٹ کا ایک اعلیٰ مطالعاتی وتحقیقاتی بورڈ ہوتا ہے، محقق فاضل کسی موضوع پر تحقیق کے آغاز سے قبل اس بورڈ کو ذیل امور کے متعلق بریف کرتا ہے۔

1)...... مجوزہ تحقیقی منصوبہ کا تعارف۔

2)...... تحقیق کا طریق کار۔

3)...... اس تحقیق کی افادیت کیا ہوگی۔

4)...... اس موضوع کے متعلق موجود مواد یا کتب کی فہرست جن کا مطالعہ اور جن سے استفادہ کیا جائے گا۔

بالا امور پر بریفنگ کے بعد جب بورڈ منظوری دیتی ہے تو بھی متعلقہ سپروائزر اس تحقیق کے دوران مکمل نگرانی کرتا ہے۔

اس تحقیق کا مقصد متخصص سے زیادہ مطالعہ اور تحقیق سے اُنس پیدا کرانا ہوتا ہے، تو دوسری طرف تحقیق کے لئے موضوع کا انتخاب بھی ایسا کیا جاتا ہے۔ جس پر پہلے تحقیق موجود نہ ہو یا بہت کم ہوئی ہو اور اس پر مزید تحقیق کی ضرورت ہو۔ انہی تحقیقات کی بدولت ہم دنیا میں روز نئے انکشافات اور ایجادات دیکھ رہے ہیں۔

لہٰذا اگر ہمارے وہ دینی مدارس و جامعات جن میں تخصص کا شعبہ موجود ہے۔ اس مقصد کے لیے اپنے جملہ یا مخصوص اساتذہ پر مشتمل بورڈ تشکیل دیں۔ یہ بورڈ یا کمیٹی متخصص سے تحقیق کے موضوع کے متعلق بالا ذکر شدہ اصول کے مطابق تفصیلی بریفنگ لے۔ اور منظوری کے بعد بھی متخصص اپنے نگران کے زیر سرپرستی تحقیق یا مقالہ پورا ہونے تک جامعہ میں مقیم رہے۔ تو صرف پاکستان کی حد تک جہاں ایک اندازے کے مطابق سالانہ تقریباً دو ہزار تخصص کے فضلاء فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ اسلامی اور دیگر موضوعات پر سالانہ دو ہزار نئی تحقیقات اُمت کو میسر آجائیں گی۔

ملتمس عرض ہے کہ اس کام کے لیے کسی اور نے پہل نہیں کرنی اور نہ ہی اِس مقصد کے حصول کے لیے کسی بڑے فنڈ کی ضرورت ہے بلکہ اسی ماحول میں قدرے توسیع کرتے ہوئے اور نظم وضبط کو بہتر کرتے ہوئے کام کیا جاسکتا ہے۔ الحمد اللہ آج ہمارے طرف معاشرے کے نسبتاً بہت "دل و دماغ" کے حامل شائقین علم نبوت رجوع کر رہے ہیں اس کو ہر کو اب دار کر کے زمانے کی رفتار کا نہ صرف ساتھ دیا جاسکتا ہے، بلکہ قرونِ اولیٰ کا منظر دوبارہ پیش کرتے ہوئے زمانے کو اپنی چال پر چلایا جاسکتا ہے۔

قارئین محترم سے دست بستہ عرض ہے، کہ ہماری سوچ اور گذارشات پر غور فکر کریں اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ ہماری راہنمائی کریں۔ یہ ایک ابتدائی قدم ہے۔ بالا سطور میں ذکر کردہ کام کو کس نہج پر کیا جائے۔ کیا طریقہ کار ہو۔ ہماری رائے پر گہرائی اور باریک بینی سے غور کر کے اپنی رائے سے نوازیں " المباحث الاسلامیہ " کے صفحات آپ کے خدمت اور آپ کی تحریری کوششوں کو دیگر جید علماء اور سکالرز کے سامنے رکھنے کے لیے حاضر ہیں۔

.....☆☆☆☆☆.....